www.KitaboSunnat.com

قاری محمد ابراہیم میر محمدی ☆☆
مترجم: قاری مصطفیٰ راسخ ☆

بین السورتین تکبیرات ...... تحقیقی جائزہ

زیر نظر مضمون شیخنا شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کی غیر مطبوع عربی تصنیف المقنع في التكبير عند الختم من طريق التيسير والحرز سے ماخوذ ہے۔ مصنف نے اصل کتاب دس فصول اور ایک خاتمہ پر ترتیب دی ہے، لیکن ہم مکمل کتاب کے بجائے کتاب کا صرف ابتدائی نصف حصہ قارئین رشد کی خدمت میں پیش کررہے ہیں، جبکہ آخری آدھے حصے میں پیش کردہ مباحث چونکہ علم قراءات کی عملی تطبیقات سے تعلق رکھتی ہیں، چنانچہ اختصار کی غرض سے انہیں ہم شائع نہیں کررہے۔ فاضل مؤلف نے اپنی اصل کتاب کے حواشی میں کتاب میں پیش کیے گئے تمام رجال کے تراجم اور مختلف دعاوی کے بیان میں اَسانید کو بھی مفصلا ذکر کیا ہے، لیکن اختصار کی غرض سے ہم نے انہیں بھی شامل تحریر نہیں کیا۔ جو حضرات ان تمام اُمور کی مراجعت کا شوق رکھتے ہوں وہ اصل کتاب کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔ [ادارہ]

تیسیل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور جلیل القدر تابعین کرام نے تکبیرات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے طور پر روایت کیا ہے۔ پھر یہ عام ہوگئی اور اتنی مشہور ہوئی کہ تواتر کی حد تک جا پہنچی۔ نیز اس پر تمام شہروں کے علماء نے عمل کیا ہے اور یہ سنت متواترہ اپنے وجود کے ثبوت میں مزید کسی دلیل کی محتاج نہیں رہی۔ اسلاف کا مسلسل عمل یہ چلا آرہا ہے کہ وہ سورۃ والضحی پڑھتے ہیں تو والضّحی کے شروع سے لے کر سورۃ الناس کے آخر تک ہر سورۃ کے اختتام پر تکبیر یعنی اللہ اکبر کہتے ہیں۔ [سنن القراء ومناهج المجوّدين:۲۰۹]

اختتامِ قرآن کے موقع پر تکبیر کہنا سنت ہے۔ خواہ قاری نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ تلاوت کررہا ہو۔ تکبیر ایسی سنت ہے جو لوگوں میں شائع وذائع رہی، تواتر سے منقول ہوئی اور اس کو تلقّی بالقبول حاصل ہے۔ اس کے ثبوت میں بہت ساری مرفوع اور موقوف اَحادیث وارد ہوئی ہیں، جن کا بیان ان شاء اللہ آئندہ آئے گا۔ [تقریب النشر:ص۱۹۱]

لفظ تکبیر کَبَّرَ یُکَبِّرُ کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے کہ اللہ ہر شے سے بڑا ہے۔ [لطائف الإشارات:۳۱۷/۱]

تکبیرات سے متعلقہ متعدد علمی مباحث کو ہم چھ عنوانات کے تحت بیان کریں گے:

☆☆ بانی ومؤسس تحریک كلية القرآن الكريم وپرنسپل كلية القرآن، مرکز البدر، پھول نگر
☆ متعلّم كلية القرآن الكريم، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① تکبیرات کا سببِ نزول
② تکبیرات کا حکم
③ تکبیرات کا احادیث سے ثبوت
④ علم قراءات میں تکبیرات کس امام سے منقول ہیں؟
⑤ تکبیرات کے الفاظ اور اس کا محل
⑥ نماز میں تکبیر پڑھنے کا حکم

مبحث اوّل: تکبیرات کے وارد ہونے کا سبب

اس بارے میں جمہور مفسرین اور قراء کرام اس بات کے قائل ہیں، جس کو حافظ ابوالعلاء رحمہ اللہ نے سیدنا بزی رحمہ اللہ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ مشرکین نے موقعہ پا کر یہ طعنہ دیا کہ محمد ﷺ کو اس کے رب نے چھوڑ دیا ہے۔ جب سورہ والضّحیٰ نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے شدت انتظار کی وجہ سے وحی کی تصدیق کرتے ہوئے اور کفار کی تکذیب کرتے ہوئے 'اللہ اکبر' کہا۔ [غیث النفع:۳۸۴]

نیز نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ سورہ والضحیٰ سے لے کر آخر قرآن تک ہر سورہ کے اختتام پر اللہ کا شکر اور اس کی تعظیم بجا لاتے ہوئے اللہ اکبر کہا جائے۔

[لطائف الاشارات:۳۱۸/۱، اتحاف فضلاء البشر:۶۴۰/۲، النشر:۴۰۶/۲]

تقریباً تمام کتبِ قراءات میں یہ بات موجود ہے۔ [هداية القاری:۶۰۵]

شفاء الصدور میں ہے کہ آپ نے قسم کھا کر کہا کہ مشرکین جھوٹے ہیں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ عربوں کی عادت ہے کسی بڑے یا ہولناک واقعہ پر 'اللہ اکبر' کہتے ہیں، چنانچہ ممکن ہے کہ اسی پس منظر میں نبی اکرم ﷺ نے نزول وحی کو ایسے حالات میں بڑا معاملہ سمجھتے ہوئے اللہ اکبر کہا ہو۔ [غیث النفع: ص۳۸۴]

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سورہ والضحیٰ میں مذکور نعمتوں، بالخصوص اللہ کی یہ نعمت کہ ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ﴾ پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا۔

[البدور الزاهرة:۹۹۵/۲، هداية القاری:۵۹۸/۲]

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کی اَسانید ایسی نہیں ہیں، جن پر صحت اور ضعف کا حکم لگایا جائے۔'' [تفسیر ابن کثیر:۵۵۷/۴]

اِمام ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس سے مراد یہ ہے کہ تکبیرات تواتر سے ثابت ہیں، ورنہ انقطاع وحی کا واقعہ تو مشہور ہے جس کو سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے اسود بن قیس رحمہ اللہ سے اور انہوں نے جندب البجلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ یہ ایک ایسی سند ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔'' [النشر: ۴۰۶/۲]

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صورت کو دیکھ کر اللہ اکبر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی بڑی جسامت والا بنایا اور اس وقت نبی اکرم ﷺ 'ابطح' مقام پر تھے، جیسا کہ ابوبکر محمد بن اسحاق رحمہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یہی کہتے ہیں۔ امام قسطلانی رحمہ اللہ نے بھی اسی بات کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا:

''یہ زیادہ قوی ہے، کیونکہ یہ ایک ہولناک موقع پر تکبیر تھی جو عربوں میں عام ہے۔'' [لطائف الاشارات: ۱/۳۱۸]

بعض کہتے ہیں کہ اللہ کی تعظیم کرتے ہوئے اور وحی کے اختتام پر شکرانہ ادا کرتے ہوئے آپ نے اللہ اکبر کہا۔ [غیث النفع: ۳۸۵]

مبحث دوم: تکبیرات کا حکم

تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ تکبیر اگرچہ قرآن کریم کا حصہ نہیں، لیکن اختتام قرآن کے موقع پر چند سورتوں کے آخر میں تکبیر (اللہ اکبر) کہنا ایسے ہی مستحب ہے جیسے ابتدائے تلاوت میں تعوذ پڑھنا مستحب ہے۔ اسی وجہ سے تکبیر کو مصاحف عثمانیہ میں سے کسی مصحف میں بھی نہیں لکھا گیا۔ [البدور الزاھرۃ: ۳۵۰]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس کا یہ دعویٰ ہے کہ تکبیر قرآن کریم کا حصہ ہے وہ شخص بالاتفاق تمام ائمہ کے نزدیک گمراہ ہے۔ اس سے توبہ کروائی جائے گی اور اگر وہ توبہ کرے تو درست، ورنہ اس کو قتل کردیا جائے۔ [مجموع فتاویٰ: ۱۳/۴۱۹]

موصوف رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''ائمہ دین میں سے کسی سے تکبیر کا وجوب ثابت نہیں۔'' [مجموع فتاویٰ: ۱۳/۴۱۹]

علامہ جعبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اثباتِ تکبیر سے رسم قرآن کی مخالفت نہیں ہوتی، کیونکہ اس کے اثبات سے استعاذہ کی طرح یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو قرآن کریم تسلیم کیا جا رہا ہے۔'' [اتحاف فضلاء البشر: ۲/۶۴۷]

علامہ سلیمان الجمزوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تکبیر کہنا اور نہ کہنا دونوں طرح سے جائز ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ تکبیر کہی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم دیا، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور بعض دفعہ تکبیر نہ کہی۔ گویا کہ تکبیر و عدم تکبیر دونوں جائز ہیں۔''

[الفتح الرحمانی: ص۲۲۳، بحوالہ التذکرۃ از علامہ ابن غلبون: ۲/۶۶۲]

علامہ ابو الفتح فارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہم نہیں کہتے کہ ہر آدمی جو قرآن کریم ختم کرے وہ تکبیر کہے۔ جس نے تکبیر کہی اس نے بھی اچھا کیا اور جس نے نہ کہی اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔'' [النشر: ۲/۴۱۱]

الغرض تکبیر کا حکم یہ ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، جس کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور جلیل القدر مکی و غیر مکی تابعین نے روایت کیا ہے۔ [البدور الزاھرۃ: ص۳۵۰]

امام دانی رحمہ اللہ اپنی سند سے الشیخ المقری ابو محمد موسیٰ بن ہارون مکی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ

''انہیں (یعنی موسیٰ رحمہ اللہ کو) سیدنا بزی رحمہ اللہ نے بتایا کہ مجھے ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر آپ نے تکبیر کو چھوڑ دیا تو گویا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے ایک سنت کو ترک کردیا۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[سنن القراء:ص۲۲۲،جامع البیان:ص۷۹۳]

علامہ ابو الحسن ابن غلبون رحمہ اللہ مؤلف 'التذکرۃ' کے والد گرامی، ماہر فن امام ابوالطیب عبدالمنعم ابن غلبون رحمہ اللہ تکبیرات کے حکم کو یوں بیان فرماتے ہیں:

''یہ سنت مبارکہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ سے منقول ہے۔''

علامہ ابوالفتح فارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تکبیر سنت ہے جو رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ سے مروی ہے۔''[النشر:۴۱۱/۲]

اپنے زمانہ کے شیخ القاری اور امام ابوعلی اہوازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تکبیر اہل مکہ کے ہاں مشہور ہے، جس پر اہل مکہ دروس اور نماز وغیرہ میں تلاوت کے موقع پر عمل کرتے رہے۔'' [النشر:۴۱۰/۲]

علامہ ابومحمد مکی بن ابی طالب القیسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل مکہ سورہ والضحیٰ سے لے کر آخر الناس تک ہر سورہ کے آخر میں تمام قراء کے لئے تکبیر کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کا دوسروں سے کوئی فرق نہیں کرتے۔ یہ طریقہ انہوں نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے۔'' [النشر:۴۱۰/۲]

امام ابوالطیب ابن غلبون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس سنت کو اہل مکہ سیدنا بزی رحمہ اللہ اور دیگر تمام قراء کے لئے اختیار کرتے ہیں۔[النشر:۴۱۱/۲] پھر اس سنت پر عمل عام ہو گیا اور تمام شہروں کے قراء ومشائخ اس پر عمل کرنے لگے۔''[سنن القراء:۲۲۴/۲]

امام ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تکبیر مکی قراء، علماء اور شیوخ کے نزدیک صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ پھر یہ سنت تمام شہروں کے علماء میں پھیل گئی اور اس پر تمام نے عمل کرنا شروع کر دیا، حتیٰ کہ وہ اپنی مجالس، اجتماعات میں بھی اس کو پڑھتے تھے۔ ان میں سے اکثر ایسے بھی تھے جو رمضان میں قیام اللیل میں ختم القرآن کے موقع پر بھی اسی کا اہتمام کرتے تھے۔''[النشر:۴۱۰/۲]

تکبیر کے حکم کے بیان میں ہم اپنی بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں مدینہ یونیورسٹی کے کلیۃ القرآن الکریم کے سابق ڈین ڈاکٹر عبدالعزیز القاری رحمہ اللہ کا قول پیش کرتے ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں:

''یہ سنت اہل مکہ کے ہاں مشہور ہے، جو اسے اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں اور ان کے نزدیک اس سلسلہ میں بزی رحمہ اللہ اور دیگر تمام برابر ہیں۔'' [سنن القراء:۲۲۱]

مبحث سوم: حدیثِ تکبیرات کا ثبوت

مسجد حرام کے مؤذن اور مقرئ مکہ سیدنا بزی رحمہ اللہ سے مروی تکبیرات کے ثبوت کی احادیث محدثین کرام کے ہاں بہت مشہور ہیں، جن کو امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی مستدرک [۳۰۴/۳] میں، امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں اور امام ابوالحسن طاہر بن غلبون الحلبی رحمہ اللہ نے التذکرۃ فی القرآءات الثمان[ص ۶۵۶] میں نقل فرمایا ہے۔

امام ابوعمرو عثمان بن سعید الدانی رحمہ اللہ نے جامع البیان[ص ۳۱۷،مخطوط] میں، علامہ احمد بن علی ابن الباذش رحمہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے الاقناع [ص ۸۱۹] میں، علامہ ابوالکرم ابن احمد الشھرزوری رحمہ اللہ نے المصباح الزاھر فی العشر البواھر[ص ۲۶۶] میں، شمس الدین ابوالخیر ابن جزری رحمہ اللہ نے النشر الکبیر[۴۱۱/۱ تا ۴۱۵] میں، علامہ عمر بن قاسم الانصاری رحمہ اللہ نے البدور الزاھرة فی القراء ات المتواترة [ص ۴۶۸، مخطوط] میں اوران کے علاوہ بہت سارے شیوخ نے امام بزی رحمہ اللہ سے تکبیرات کو کثیر اَسانید کے ساتھ نقل کیا ہے۔ مذکورہ کتب میں بھی حدیث تکبیر کو بیسیوں سندوں سے نقل کیا گیا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے راویٔ اوّل امام بزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے عکرمہ بن سلیمان رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اسماعیل بن عبداللہ بن قسطنطین رحمہ اللہ پر قراءت کی۔ جب سورہ والضّحیٰ پر پہنچے تو فرمانے لگے کہ اس سورہ سے لے کر آخر قرآن تک ہر سورہ کے آخر میں تکبیر کہو۔[مستدرك حاکم:۵۳۲۵ بحوالہ جامع البیان:ص۷۹۲]امام شافعی رحمہ اللہ کے استاد اسماعیل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے سیدنا عبداللہ بن کثیر مکی رحمہ اللہ اور ان کو امام مجاہد رحمہ اللہ نے تکبیر پڑھنے کا حکم دیا اور خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے اسی طرح پڑھایا تھا۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اس بات کا حکم ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دیا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کا حکم دیا۔''

[جامع البیان:ص۷۹۲،۷۹۳]

امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تکبیرات کی اَحادیث صرف امام بزی رحمہ اللہ سے مرفوع ہیں،باقی تمام راوی ابن عباس رضی اللہ عنہما یا بعض مجاہد رحمہ اللہ تک موقوف ومقطوع بیان کرتے ہیں۔''[تقریب النشر:۱۹۱]

بعض علماء نے تکبیرات کی اَحادیث میں موجود سیدنا بزی رحمہ اللہ کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ چنانچہ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بزی ضعیف الحدیث ہیں، میں ان سے حدیث بیان نہیں کرتا۔ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہیں۔امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان کی تضعیف فرمائی ہے،لیکن ساتھ ہی فرمادیا:

''علم قراءت میں بہرحال امامت کے درجہ پر فائز تھے اورنہایت پختہ تھے۔''

[میزان الاعتدال:۱۴۴/۱، معرفة القراء الکبار:۱۷۳/۱]

البتہ ارضِ حجاز کے ہی ایک اور امام القراء ۃ، جو امام بزی رحمہ اللہ کے تلمیذ اور امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کے دوسرے معروف شاگرد ہیں سیدنا محمد قنبل رحمہ اللہ نے تکبیر کی روایت میں سیدنا بزی رحمہ اللہ کی متابعت کی ہے۔

امام بزی رحمہ اللہ سے تکبیر کے بارے میں راویوں کا اتفاق ہے، جبکہ امام قنبل رحمہ اللہ کی نسبت اختلاف مروی ہے۔اس سنت مبارکہ کو مغاربہ کے علاوہ اہل عراق نے نقل کیا ہے، جیسا کہ علامہ عبدالکریم بن عبدالصمد رحمہ اللہ کی دو تصنیفات یعنی الجامع فی القراء ات العشر اور التلخیص فی القراء ات الثمان میں، امام ابن سوار البغدادی رحمہ اللہ کی المستنیر میں، امام حسن بن علی اھوازی رحمہ اللہ کی الوجیز میں، امام ابوالعز القلانسی رحمہ اللہ کی الارشاد میں، علامہ سبط الخیاط البغدادی رحمہ اللہ کی الکفایة اور المبھج فی القرآء ات الثمان میں اور علامہ ابوالعلاء ہمدانی رحمہ اللہ کی الغایة میں مرقوم ہے۔

امام ابوالعباس مہدوی رحمہ اللہ نے الھدایة میں اور امام شاطبی رحمہ اللہ نے حرز الامانی (بیت نمبر ۱۱۳۳) میں امام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قنبل سے تکبیر وعدم تکبیر دونوں وجوہ نقل کی ہیں۔ اسی طرح امام دانی رحمہ اللہ نے المفردات میں سیدنا قنبل رحمہ اللہ سے دو وجوہ نقل کی ہیں۔ فرماتے ہیں:

''میں نے امام قنبل رحمہ اللہ سے تکبیر ابن مجاہد رحمہ اللہ کے طریق سے نہیں پڑھی، یعنی کسی اور طریق سے پڑھی ہے۔'' [النشر:۲/۴۱۷]

اہل عراق کے بالمقابل جمہور اہل مغرب کے ہاں امام قنبل رحمہ اللہ کے لئے تکبیر نہیں ہے، جیسا کہ علامہ دانی رحمہ اللہ کی التیسیر میں، امام ابوعبداللہ بن شریح رحمہ اللہ کی الکافی میں، علامہ اسماعیل بن خلف رحمہ اللہ کی العنوان میں، علامہ طاہر ابن غلبون رحمہ اللہ کی التذکرۃ میں، امام ابومحمد مکی القیسی رحمہ اللہ کی التبصرۃ میں، امام ابوعلی حسن بن خلف القیر وانی رحمہ اللہ کی تلخیص العبارات میں، امام ابوعبداللہ محمد بن سفیان القیر وانی رحمہ اللہ کی الھادی میں اور علامہ ابوالطیب ابن غلبون رحمہ اللہ کی الارشاد میں یہی مکتوب ہے۔

یاد رہے کہ امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کے علاوہ بعض دیگر قراء کرام یعنی امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ کے راوئ ثانی امام سوسی رحمہ اللہ سے اور امام ابوجعفر رحمہ اللہ کے راوی ابوعبداللہ العمری رحمہ اللہ سے بھی تکبیر وارد ہوئی ہے، بلکہ تکبیر تقریبا تمام قراء سے بطریق طیبہ ہی ثابت ہے۔[فریدۃ الدھر:۲/۵] جیسا کہ ابوالفضل الرازی رحمہ اللہ، ابوالقاسم الھذلی رحمہ اللہ اور امام ابوالعلاء الھمدانی رحمہ اللہ، امام ابن حبش الدینوری رحمہ اللہ، امام ابوالحسین الخبازی رحمہ اللہ، امام ابوصفوان حمید الاعرج رحمہ اللہ، امام ابن محیصن رحمہ اللہ اور امام ابن شنبوذ رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

تکبیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ثابت ہے، جیسا کہ امام دانی رحمہ اللہ امام مجاہد رحمہ اللہ سے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ

''مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے تقریباً ۲۰ سے زائد مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر قرآن کریم ختم کیا اور وہ ہر مرتبہ مجھے ألم نشرح سے تکبیر کہنے کا حکم صادر کرتے۔'' [جامع البیان:۷۹۴]

امام دانی رحمہ اللہ اپنی اسناد کے ساتھ حنظلہ بن ابی سفیان رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ

''حنظلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عکرمہ بن خالد المخزومی رحمہ اللہ پر قراءت کی۔ جب سورہ والضحیٰ پر پہنچا تو انہوں نے ھیھا کہا۔ میں نے پوچھا کہ ھیھا کہنے سے آپ رحمہ اللہ کا کیا مقصود ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ اکبر کہو، کیونکہ میں نے اپنے مشائخ کو دیکھا ہے کہ جب وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پر قراءت کرتے تو وہ ان کو سورہ والضحی سے لے کر آخر تک تکبیر کا حکم دیتے۔'' [جامع البیان:۷۹۴]

امام دانی رحمہ اللہ اپنی اسناد کے ساتھ امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کے ساتھی اور مقرئ مکہ شِبل بن عباد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ

''شبل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے امام ابن محیصن رحمہ اللہ اور امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کو دیکھا کہ جب وہ ألم نشرح پر پہنچتے تو ختم قرآن تک تکبیر کہتے اور فرماتے کہ ہم نے امام مجاہد رحمہ اللہ کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے، اور امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کا حکم دیتے تھے۔'' [جامع البیان:۷۹۳]

امام عبدالملک بن جریج رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ امام مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ

''امام مجاہد رحمہ اللہ سورہ والضحیٰ سے لے کر سورہ الفاتحہ (۴) تک تکبیر کہتے تھے۔'' [جامع البیان:۷۹۴]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میرے خیال میں امام یا غیر امام ہر دو تکبیر کہے۔''[جامع البیان:۷۹۴]

امام سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے حمید الاعرج رحمہ اللہ کو لوگوں کی موجودگی میں دیکھا کہ وہ سورہ والضحیٰ سے لے کر آخر قرآن تک ہر سورہ کے آخر میں تکبیر کہتے تھے۔''[جامع البیان:۷۹۵]

امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے تکبیر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے صدقہ بن عبداللہ بن کثیر رحمہ اللہ کو ستر سال سے زیادہ امامت کرواتے ہوئے دیکھا، وہ جب بھی قرآن ختم کرتے تو تکبیرات کہتے۔'' [جامع البیان:۷۹۵]

امام حمیدی رحمہ اللہ سے ہی مروی ہے کہ

''ان کو محمد بن عمر بن عیسیٰ رحمہ اللہ نے اور ان کو ان کے باپ نے بتایا کہ انہوں نے رمضان المبارک میں لوگوں کو قرآن مجید سنایا تو امام ابن جریج رحمہ اللہ نے ان کو حکم دیا کہ سورہ والضحیٰ سے لے کر آخر تک اللہ اکبر کہو۔''

[جامع البیان:۷۹۵]

امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہمیں رمضان میں عمر بن عیسیٰ رحمہ اللہ نے نماز تراویح پڑھائی، جس میں انہوں نے سورہ والضّحیٰ سے لے کر آخر قرآن تک تکبیر کہی۔ کچھ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے امام ابن جریج رحمہ اللہ نے اسی طرح پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے امام ابن جریج رحمہ اللہ سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ انہیں میں نے ہی یوں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔''[جامع البیان:۷۹۵]

امام قنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مجھے محمد بن عبداللہ بن یزید القرشی ابن المقری رحمہ اللہ نے بتایا کہ میں نے ابن شہید الحجبی رحمہ اللہ کو ماہ رمضان میں مقام ابراہیم کے پیچھے تکبیرات کہتے ہوئے سنا ہے۔یہاں تک کہ انہوں نے والضحیٰ سے آخر تک پڑھا۔''[جامع البیان:۷۹۵]

ابو محمد الحسن القرشی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ

''میں نے مسجدِ حرام میں مقام ابراہیم کے پیچھے لوگوں کو نماز تراویح پڑھائی۔آخری رات میں نے سورہ والضُّحی سے لے کر اختتامِ قرآن تک تکبیرات پڑھیں۔ جب میں نے سلام پھیرا تو معلوم ہوا کہ فقہ کے معروف امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ نے بھی میرے پیچھے نماز پڑھی ہے۔انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ آپ نے مستحسن کام کیا ہے اور سنت پر عمل کیا ہے۔''[النشر:۴۲۵/۲]

حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ حدیث بزی پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''یہ حدیث صحت کی متقاضی ہے اور اس کے اثبات میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول ہی کافی ہے، جب ان سے تکبیرات کے جواز کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو انہوں نے قراء ۃ ابن کثیر مکی رحمہ اللہ پڑھنے والوں کو تکبیرات پڑھنے کی اجازت دی۔'' [تفسیر ابن کثیر: ۵۵۷/۴]

مؤلف کتاب (شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ) فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی کلام، ابومحمد الحسن بن محمد القرشی المکی رحمہ اللہ کی خبر سے حجت لینے پر دلالت کرتی ہے اور یہ خبر تکبیر کی نماز میں مشروعیت پر دال ہے، جیسا کہ ابن جریج رحمہ اللہ کی کلام میں گذرا ہے۔''

واضح رہے کہ امام عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جس فتویٰ کا حوالہ دیا ہے وہ مجموع فتاویٰ جلد ۱۳، صفحہ ۴۱۹ پر موجود ہے۔

علاوہ ازیں توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ قراء کرام کے نزدیک تکبیرات کے مسنون ہونے کی بنیاد امام حاکم رحمہ اللہ کی المستدرك میں ذکر کردہ حدیث ہے یا قرآن کریم کی آیات وقراءات کے ساتھ تکبیرات کا تواتر نقل ہونا ہے۔ بلاشبہ یہ حدیث اور قرآن کریم کی اَسانید کے ساتھ تکبیرات کے منقل ہونا دونوں ہی حجت ہیں۔ تکبیرات قرائے اہل مکہ اور ان سے روایت کرنے والوں کے نزدیک صحیح سند سے ثابت ہیں، جیسا کہ امام ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قراء کرام کی منقولات میں تکبیرات اتنی عام اور مشہور ہیں کہ اپنی اَسانید کے اعتبار سے حدِ تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔'' [النشر:۲/۴۰۵]

علامہ سلیمان الجمزوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام ترمذی رحمہ اللہ، امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ، خطیب بغدادی رحمہ اللہ، امام ابن صخر رحمہ اللہ، امام سیوطی رحمہ اللہ اور امام صنعانی رحمہ اللہ وغیرہ محدثین نے یہ قاعدہ ذکر کیا ہے کہ جب ضعیف حدیث کو تلقی بالقبول حاصل ہوجائے اور کسی زمانہ میں اس پر انکار نہ کیا گیا ہو تو وہ ان شرائط کے ساتھ قبولیت کے مقام پر فائز ہوجاتی ہے اور اپنی شہرت ومقبولیت کی بنا پر تتبع اَسانید سے مستغنی ہوجاتی ہے۔ [الفتح الرحمانی:۲۲۳]

لہٰذا یہ سنت مبارکہ اپنے ثبوت میں اَحادیث اور اسنادِ محدثین کی محتاج نہیں۔

ڈاکٹر عبدالعزیز القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب کسی خبر کی سند ضعیف ہو اور اس کے معنی کو تلقی بالقبول حاصل ہو تو اس کی سند کا ضعف اس کے معانی پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں علماء کا ایسی روایت پر تعامل اتفاقی ایک قوی قرینہ ہے، جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں تعامل اہل مکہ کو اس حدیث سے احتجاج کے لیے ایک قرینہ کے طور پر ذکر کیا۔ اس قاعدہ کی کئی دیگر مثالیں موجود ہیں، مثلاً امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی قضاء کے بارے میں مروی حدیث کو اہل علم نے تلقی بالقبول سے نوازا اور اس سے حجت لی۔ پس جس طرح حدیث: «لا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ»، سمندر کے پانی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد: «هُوَ الطُّهُورُ مَاؤُهُ»، حدیث: «إِذَا اخْتَلَفَ الْمُتَبَايِعَانِ فِي الثَّمَنِ وَالسِّلْعَةِ قَائِمَةٌ تَحَالَفَا وَتَرَادَّا الْبَيْعَ» حدیث: «الدِّيَةُ عَلَى العَاقِلَةِ» وغیرہ اپنی اسانید کی جہت سے ثابت نہیں ہیں، لیکن تمام اہل علم نے ہر زمانہ میں ان احادیث کو تلقی بالقبول کے ساتھ آگے نقل کیا ہے، چنانچہ اب یہ روایات اسناد سے قطع نظر بہرحال قابل احتجاج اور صحیح ہیں، اسی طرح حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے۔''

[الفقیه والمتفقه:۱/۱۸۹، سنن القراء:ص۲۲۴]

موصوف رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''حدیث تکبیرات کا معاملہ بھی مذکورہ اَحادیث ہی کی طرح ہے۔ صحت حدیث کے لیے یہ بھی ملحوظ رہے کہ ابن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عباس رضی اللہ عنہ سے تکبیرات موقوفاً ثابت بھی ہیں، لیکن اگر اس بارے میں کوئی اور حدیث نہ بھی وارد ہوتی تو بھی ثبوت کے لئے یہی تلقی بالقبول کافی تھا۔اس بات کو کیسے نظرانداز کیا جاسکتا ہے کہ تابعین مکہ نے تکبیرات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی گفتگو سے اشارہ ملتا ہے۔نیز اس بات سے قطع نظر کیسے کیا جاسکتا ہے کہ امام بزی رحمہ اللہ ، سیدنا ابن کثیر مکی رحمہ اللہ تکبیرات کونقل کرنے میں منفرد نہیں ہیں، بلکہ امام قنبل رحمہ اللہ اور امام القواس رحمہ اللہ نے ان کی متابعت کی ہے۔ مزید برآں امام ابن کثیر رحمہ اللہ بھی منفرد نہیں ہیں، کیونکہ امام ابوعمرو ابن العلاء رحمہ اللہ ، امام ابوجعفر رحمہ اللہ یزید بن قعقاع رحمہ اللہ ، امام ابن محیصن رحمہ اللہ اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے تابعین نے ان کی متابعت کی ہے۔'' [سنن القراء و مناهج المجودین:ص۲۲۴]

اس سلسلہ میں علامہ سلیمان الجمزوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس طرح امام بزی رحمہ اللہ کوحدیث میں ضعیف کہا گیا ہے،اسی طرح امام حفص رحمہ اللہ ، امام دوری رحمہ اللہ اور امام حمزہ رحمہ اللہ پربھی ضعف کا اطلاق کیا گیا ہے۔ان کا یہ ضعف حفظ وضبط کے قبیل سے تھا، نہ کہ ثقاہت وعدالت کا،لیکن علم حدیث میں ان کا ضعیف ہونا علم قراءات میں قابل طعن نہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کوقرآن کریم کے ساتھ مشغول کردیا تھااور باقی علوم سے اپنی توجہ کوسمیٹ لیا تھا، جیسا کہ بعض محدثین علم حدیث میں تو ماہرین تھے، جبکہ علم قراءات کے حوالے سے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔یہی حالت ہراس شخص کی ہوتی ہے جواپنے آپ کوکسی ایک فن کے ساتھ وابستہ کرلیتا ہے۔'' [الفتح الرحمانی:۲۲۳]

اس سلسلہ میں امام ذہبی رحمہ اللہ کا قول بھی قابل توجہ ہے، فرماتے ہیں:

'' قراء کرام کی ایک جماعت علم تجوید وقراءات میں پختہ اورثقاہت کے معیار پر ہے،لیکن علم حدیث میں وہ ثابت شدہ نہیں، جیسا کہ امام نافع رحمہ اللہ ، امام کسائی رحمہ اللہ اور امام حفص رحمہ اللہ وغیرہ کا معاملہ ہے۔یہ لوگ علم قراءات کی تحقیق میں کمال پر فائز رہے، لیکن یہ کمال علم حدیث میں انہیں حاصل نہیں تھا اور عین یہی معاملہ بعض اہل الحدیث کا ہے کہ وہ علم حدیث میں متقن ہیں، لیکن علم تجوید وقراءات میں ضعیف ہیں اور تمام علوم کے ماہرین میں یہ امر بالکل فطری ہے کہ جو ایک فن میں مضبوط ہو، بسا اَوقات دوسرے فن میں ایسا نہیں ہوتا۔''[1] [سیر أعلام النبلاء:۱۱/۵۴۳]

مبحث چہارم: تکبیر کس سے منقول ہے؟

یہ جان لیجئے کہ بقول ابن جزری رحمہ اللہ تکبیر مکی قراء وعلماء اور ان سے روایت کرنے والوں کے نزدیک صحیح سند سے ثابت ہے اور اپنی شہرت اور استفاضہ کی بناء پرتواتر کی حدتک پہنچ گئی ہے۔اختتام قرآن کے موقع پرنماز وغیرنماز میں اس کو پڑھنا مسنون ہے۔امام شاطبی رحمہ اللہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(رِوَی الْقَلْبِ ذِکْرُ اللهِ)إلیٰ قولہ(وَفِیْهِ عَنِ الْمَکِّیِّیْنَ تَکْبِیْرُهُمْ مَعَ الْخَوَاتِمِ قُرْبَ الْخَتْمِ یُرْوٰی مُسَلْسَلا) [متن شعر۱۱۲۱تا۱۱۲۶]

مکی قراء کے علاوہ ائمہ کے نزدیک بھی یہ صحیح سند سے ثابت ہے، مگر ان کے نزدیک اس کی شہرت اس پرعمل کرنے کے اعتبار سے ہے، جیسا کہ سیدعلی الصفاقسی رحمہ اللہ کا فرمانا ہے۔[غیث النفع:۳۸۹]

امام دانی رحمہ اللہ اس بات کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’نبی اکرمﷺ ہجرتِ مدینہ سے پہلے اس پر عمل کیا کرتے تھے، ان کے علاوہ کوئی اس پر عمل نہیں کرتا تھا، اس وجہ سے اس کو مکی قراء وعلماء نے نقل کیا ہے۔‘‘ [جامع البیان: ص۷۹۷]

اگر کوئی معترض یوں کہے کہ جب نبی اکرمﷺ نے ہجرت کی اور آپﷺ کے صحابہ پہلے ہی ہجرت کر چکے تھے، تو دارِ کفر مکہ میں کون قرآن کریم کی تلاوت کرتا اور اس پر عمل کرتا تھا؟

اس بات کا جواب یوں دیا جاسکتا ہے کہ مکہ میں کمزور مسلمان باقی رہ گئے تھے، جس کی طرف اللہ نے ان آیات میں اشارہ کیا ہے: ﴿وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ...... الآیۃ﴾ [النساء:۷۵] اور ﴿وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ... الآیۃ﴾ [الفتح:۲۵]

ان پیچھے رہ جانے والوں میں ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے، جن سے تکبیر مروی ہے۔ [غیث النفع:۳۸۹]

اہل اَدا کا امام بزی رحمہ اللہ کے لئے صرف تکبیر پڑھنے پر اتفاق ہے، اگرچہ سیدنا قنبل رحمہ اللہ کے لئے تکبیر اور عدم

---

① علم حدیث اور علم تجوید وقراء ات میں ضبط کا معیار اور پیمانہ ہی مختلف ہے کہ علم حدیث میں ضعیف الحفظ حضرات کو علم تجوید وقراء ات میں ضعیف الحفظ خیال کیا جائے۔ علم حدیث ’مرادِ الٰہی‘ کی روایت سے عبارت ہے، جس میں روایت بالمعنی کی گنجائش ہے، جبکہ علم القراء ات الفاظ الٰہی سے تعلق رکھتا ہے، جس میں روایت باللفظ شرط ہے۔ روایت بالمعنی کی گنجائش کی وجہ سے ایک عادل اور بہتر حافظے والا شخص ایک دفعہ بات سن لے تو اسے اپنے الفاظ میں آگے بیان کرسکتا ہے، جبکہ روایت باللفظ میں مضبوط حافظے والے کافی سارے افراد کا مل کر حفاظتِ کلمات کرنا بھی مشکل ہے۔ اسی لیے روایتِ قرآن کے لیے اُصولی تواتر ضروری قرار دیتے ہیں، جبکہ حفاظتِ کلمات کے لیے تعامل اُمت اتفاقی طور پر یہ جاری رہا ہے کہ حلقات کی صورت میں قرآن مجید کو حفظ کروایا جاتا ہے۔ ایک ایک آیت کو جس طرح طلبائے حفظ محنت سے بیسیوں بار بغیر معنی سمجھے تکرار کے ذریعے حفظ کرتے ہیں، وہی ضبطِ قرآن کا عملی نمونہ قرار پا چکا ہے۔ مشاہدہ یہ ہے کہ ضعیف حافظہ والے طلبہ کو ایک آیت یاد کرنے میں جس قدر زیادہ محنت درکار ہوتی ہے، اسی قدر حفظ میں پختگی ہوتی ہے، جبکہ سریع الضبط جس قدر جلد حفظ کرتا ہے، اسی قدر جلد بھول جاتا ہے۔ گویا روایتِ قرآن میں حفظ کا اصل معیار ہی یہ ہے کہ یہاں رٹا لگا کر ایک شے یاد کی جاتی ہے، جبکہ روایت سنت میں یہ اُسلوب سرے سے مفقود ہے۔ الغرض وہ لوگ جو عام علوم بشمول علم حدیث میں حافظہ کے اعتبار سے حد درجہ ضعیف ہوتے ہیں، وہی ضبطِ قرآن میں مضبوط حافظہ والوں سے زیادہ پختہ ہوتے ہیں، بلکہ اردو زبان میں تو اب یہ محاورہ بن گیا ہے کہ نابینا افراد کو ’حافظ صاحب‘ کے نام سے بلایا جاتا ہے اور انکا حفظ معیاری ترین سمجھا جاتا ہے۔

مؤلف موصوف کا علامہ سلیمان الجمزوری رحمہ اللہ اور امام ذہبی رحمہ اللہ وغیرہ کے اَقوال پیش کرنے سے مقصود بھی یہی ہے کہ ائمہ عشرہ اور ان کے جلیل القدر رواۃ نے اپنی تمام تر توجہ علم تجوید وقراء ات کی طرف مبذول کرلی تھی، حتی کہ ان کے پاس اتنی فرصت نہیں تھی کہ دیگر علوم میں اشتغال فرماتے۔ اس بارے میں جو حضرات تحقیق کرنا چاہیں کہ ان ائمہ کا قرآن کریم سے کیسا تعلق تھا؟ انہیں چاہیے کہ علم تجوید وقراء ات اور علم الحدیث کی تراجم رواۃ کی کتابوں کو کھنگالیں۔ معلوم ہوگا کہ ہمارے ہاں حلقاتِ تحفیظ میں دو تین سال وقت صرف کرنے والے طالب علم کے بالمقابل ان کی زندگی کے جمیع اَیام اور ہر دن کے تمام لمحات کس طرح قرآن کریم کی تعلیم وتعلّم اور تلاوت کے لیے مخصوص تھے۔ چنانچہ علم تجوید وقراء ات میں ان کا ضعیف الضبط ہونا تو ایک طرف، اس علم میں ان کا شمار قوی ترین حافظے والوں میں سے ہوتا تھا کہ قرآن کریم کا ایک ایک کلمہ اور ایک ایک حرف تمام نقاط اور حرکات وسکنات کے ان کے نوکِ زبان تھا، جس کی مثال شاید امام بخاری رحمہ اللہ کے ضبط فی الحدیث سے دینا ممکن ہو۔ مزید تفصیل ’تعارف علم القراء ات‘ مضمون میں دیکھی جاسکتی ہے۔ [مدیر]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکبیر دونوں مروی ہیں۔اہل مغرب امام بزی رحمہ اللہ کے لئے بھی عدم تکبیر کے قائل ہیں، جیسا کہ التیسیر اور دوسری کتب میں موجود ہے۔بعض اہل مغرب اور اہل عراق سیدنا بزی رحمہ اللہ کے لئے تکبیر کے قائل ہیں، جبکہ بعض تکبیر اور عدم تکبیر دو وجوہ نقل کرتے ہیں اور اسی پر عمل ہے۔[غیث النفع:۳۸۹] امام شاطبی رحمہ اللہ نے بھی دو وجوہ نقل فرمائی ہیں۔[الشاطبیۃ: بیت نمبر۱۱۳۳]

امام بزی رحمہ اللہ اور امام قنبل رحمہ اللہ کے علاوہ بعض دیگر قراء سے بھی تکبیر ثابت ہے، لیکن شاطبیہ اور التیسیر کے طریق سے تکبیر صرف امام بزی رحمہ اللہ اور امام قنبل رحمہ اللہ کے لئے ہی خاص ہے، البتہ سیدنا قنبل رحمہ اللہ سے عدم تکبیر بھی مروی ہے۔ [البدور الزاھرۃ:۳۵۱،غیث النفع:۳۸۵]

نوٹ:فصل سوم میں بھی اس فصل سے متعلق بہت سی تفصیلات ذکر کی گئی ہیں۔

مبحث پنجم:تکبیرات کے الفاظ اور محل کا بیان

جمہور کے نزدیک تکبیرات کے الفاظ سیدنا بزی رحمہ اللہ کے لئے صرف 'اللہ اکبر' ہیں اور وہ تکبیر سے ماقبل تہلیل اور مابعد تحمید نقل نہیں کرتے۔نیز جن کے ہاں سیدنا قنبل رحمہ اللہ کے لئے بھی تکبیر ثابت ہے، وہ امام قنبل رحمہ اللہ کے لئے بھی تکبیر پڑھتے ہیں اور اسی کی طرف امام شاطبی رحمہ اللہ نے (وَقُلْ لَفْظُہٗ اللهُ أَکْبَرُ)[متن شعر:۱۱۳۲] کہہ کر اشارہ فرمایا ہے۔

بعض علما نے تکبیر سے پہلے تہلیل کا اضافہ نقل کیا ہے۔اس صورت میں الفاظ یوں ہوں گے: لآ إِلٰہَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَکْبَرُ۔اس طرف امام شاطبی رحمہ اللہ اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَقُلْ لَفْظُہٗ اللهُ أَکْبَر وَقَبْلَہ
لأَحْمَدَ زَادَ ابنُ الْحُبَابِ فَھَلَّلاَ
وَقِیْلَ بِھٰذَا عَنْ أَبِی الْفَتْحِ فَارِس
وَعَنْ قُنْبُلٍ بَعْضٌ بِتَکْبِیْرِہٖ تَلا

[متن شعر:۳۳۔۱۱۳۲]

امام ابن الحباب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے سیدنا بزی رحمہ اللہ سے تکبیر کے الفاظ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواباً فرمایا: لاَ إِلٰہَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَکْبَرُ۔'' [النشر:۴۳۰/۲]

بعض نے تکبیر کے بعد تحمید کے الفاظ کا بھی اضافہ کیا ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب آپ قرآن مجید کی مفصل سورتوں کی تلاوت کریں تو تکبیر اور تحمید پڑھیں، جس کے الفاظ یوں ہوں گے: لاَ إِلٰہَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

تکبیر کے بعد تحمید کا اضافہ کرنا علامہ ابو طاہر عبدالواحد بن ابو ہاشم رحمہ اللہ کا طریق ہے، جو ابن الحباب رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں اور ابن صباح رحمہ اللہ امام قنبل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ سیدنا بزی رحمہ اللہ اور سیدنا قنبل رحمہ اللہ کے لئے تکبیر سے پہلے تہلیل اور بعد میں تحمید طریق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ِ شاطبیہ وتیسیر سے ثابت نہیں، بلکہ یہ دوسرے طرق سے ثابت ہے، لیکن اہل فن نے ختم قرآن کی مناسبت سے بطورِ برکت اور بطورِ لذت تکبیر کے ساتھ ہر ثابت شے کو پڑھنا شروع کردیا۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا قنبل رحمہ اللہ کے لئے تحمید شاطبیہ، تیسیر اور نشر کسی طریق سے ثابت نہیں، لہٰذا امام قنبل رحمہ اللہ کے لئے اولیٰ یہی ہے کہ فقط تکبیر پر اکتفا کیا جائے یا زیادہ سے زیادہ تہلیل ملالی جائے، لیکن تحمید ملانا منع ہے۔

مزید برآں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بین اللّیل والضحیٰ تحمید کسی قاری کے لئے بھی ثابت نہیں ہے، کیونکہ جو قراء کرام ان دونوں سورتوں کے علاوہ میں تحمید پڑھتے ہیں، وہ بھی اس جگہ تحمید نہیں پڑھتے، جیسا کہ بعض کا قول ہے:

بدء الضحیٰ یترك وجه الحمد له
لأنَّ صاحبه منه أهملـه

[البدور الزاهرة:۳۵۱، حلّ المشكلات:۱۰۳تا۱۰۵]

تکبیر کا محل

تکبیر بسم اللہ سے پہلے پڑھی جائے گی، برابر ہے کہ سورہ کے شروع سے ابتداء کی جائے یا ایک سورہ کو دوسری سورہ کے ساتھ ملایا جائے۔ اس وجہ سے سورہ توبہ کے شروع میں تکبیر منع ہے، کیونکہ اس کے شروع میں بسم اللہ ہی ثابت نہیں ہے، خواہ سورہ توبہ سے ابتداء کی جائے یا سورہ انفال کو سورہ توبہ سے ملایا جائے۔

[هداية القاری:۵۹۲]

یادرہے کہ سورہ توبہ کے شروع میں تکبیر کی ممانعت کا مسئلہ اس مذہب کے مطابق ہے جس میں تکبیر سورہ فاتحہ سے لے کر آخر قرآن تک ثابت ہے۔ اس مذہب کو امام ہذلی رحمہ اللہ نے الکامل میں اور امام ابوالعلاء رحمہ اللہ نے الغایة میں نقل کیا ہے۔ سورہ براء ۃ کے شروع میں تکبیر نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تکبیر اور بسم اللہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ یہاں چونکہ بسم اللہ نہیں، لہٰذا تکبیر بھی نہیں ہے۔ علامہ علی الضباع رحمہ اللہ اسی طرف اِشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وبعضُهم كبَّر فی غيرِ براء ةٍ
وتركُـه لجمهـورٍ جـرٰی

[هداية القاری بتصرف:ص۵۹۳]

اہم فوائد

❶ لا إله إلا الله میں مد منفصل پر امام بزی رحمہ اللہ اور امام قنبل رحمہ اللہ دونوں کے لئے قصر اور توسط دونوں بلافصل پڑھے جائیں گے۔ یہاں توسط مد تعظیمی کے طور پر پڑھا جاتا ہے، اگرچہ تعظیم کے لئے توسط کرنا شاطبیہ وتیسیر کے طرق سے ثابت نہیں اور نشر کے طریق سے ثابت ہے، لیکن چونکہ اختتامِ قرآن کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ وہ تعظیم وتکریم کا تقاضا کرتی ہے، لہٰذا ایک کتاب کے طریق سے دوسری کتاب کے طریق کو اختیار کرنا جائز ہے تاکہ اللہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عظمت و بڑائی کا کما حقہ اظہار ہو سکے۔

[البدور الزاهرة:۳۵۴،حلّ المشکلات:۱۰۴]

۲ تحمید اور تہلیل کو تکبیر کے ساتھ ملا کر پڑھنے کے دو طریقے ہیں:

① قاری فقط تہلیل کو تکبیر پر مقدم کر کے پڑھے، جیسے لا إله إلا الله والله أكبر

② قاری تہلیل کو تکبیر پر مقدم کرتے ہوئے آخر میں تحمید کو پڑھے، جیسے لا إله إلا الله والله أكبر ولله الحمد

دونوں صورتوں میں تہلیل اور تحمید کا تکبیر سے فصل اور مذکورہ الفاظ کو مذکورہ ترتیب کے ساتھ ایک ہی سانس کے اندر اندر ادا کیا جائے گا۔

حافظ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب تہلیل کو تکبیر سے پہلے اور بعد میں تحمید کو پڑھا جائے تو اس کا حکم اکیلی تکبیر کی طرح ہے، یعنی ان کو جدا جدا نہیں کیا جا سکتا بلکہ ملا کر پڑھا جائے گا۔ روایات میں اسی طرح آیا ہے اور اس میں کسی سے کوئی اختلاف مروی نہیں۔ مزید برآں فقط تحمید تکبیر کے ساتھ پڑھنا بھی جائز نہیں، بلکہ اس سے پہلے تہلیل ملانا ضروری ہے۔ روایات میں اسی طرح منقول ہے۔'' [النشر:۴۳۶/۲، ۴۳۷ باختصار]

اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ منصوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تهليلا التكبيرُ مع حمدلة
رَتِّبْ ولا تفصله للرّواية
ولايجوز الحمد مع تكبير
إلا مع التهليل للتقدير

[هداية القاری:۶۰۸ تا ۶۱۰ بالاختصار]

مبحث ششم: نماز میں تکبیر پڑھنے کا حکم

جان لیں کہ جس طرح تکبیر خارج نماز میں سنت ہے، اسی طرح نماز کے اندر بھی سنت ہے۔[هداية القاری:۶۱۷] اس سلسلہ میں امام ابوعمرو دانی رحمہ اللہ، امام ابوالعلاء ہمدانی رحمہ اللہ، استاذ ابوالقاسم بن فحام رحمہ اللہ، علامہ ابوالحسن سخاوی رحمہ اللہ، علامہ ابوشامہ دمشقی رحمہ اللہ جیسے ماہرین فن نے سیر حاصل بحث کی ہے اور اسے متقدمین قراء کرام اور فقہائے عظام کے اَقوال سے پیش کیا ہے۔

[النشر:۴۲۴/۲، محقق نے اَسانید کے ساتھ اس کے ثبوت کو پیش فرمایا ہے]

حافظ ابن جزری رحمہ اللہ اپنی مفصل سند کے ساتھ امام عبدالحمید بن جریج رحمہ اللہ سے اور وہ امام مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ سورہ والضحی سے لے کر سورۃ الناس تک تکبیر کہتے تھے۔[سنن القراء:۲۱۹]

امام ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میرے خیال میں امام یا غیر امام ہر دو تکبیرات کہے۔'' [النشر:۴۲۵/۲،الاتحاف:۶۴۷/۲]

امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ ابومحمد! ہمارے پاس بعض دفعہ نمازی جب رمضان میں اختتام کو پہنچتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے تو وہ تکبیر کہتا ہے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں صدقہ بن عبداللہ بن کثیر رحمہ اللہ کو ۷۰ سال سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ جب بھی اختتام قرآن کرتے ہیں تو آخر میں تکبیر کہتے ہیں۔''
[النشر :۲/۴۲۵،الاتحاف :۲/۶۴۷، سنن القراء :۲۲۰]

امام حمیدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ

''ان کو محمد بن عمر بن عیسیٰ رحمہ اللہ نے بتایا کہ میرے والد گرامی نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے ماہ صیام میں نماز کے اندر سورۃ الناس پڑھی، تو ان کو امام ابن جریج رحمہ اللہ نے حکم دیا کہ سورہ والضحیٰ سے آخر قرآن کریم تک تکبیر کہا کرو۔''[النشر :۲/۴۲۵،سنن القراء:۲۲۰]

امام حمیدی رحمہ اللہ سے ہی مروی ہے کہ

''میں نے عمر بن سہل رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ میں نے عمر بن عیسیٰ رحمہ اللہ کے پیچھے رمضان المبارک میں قیام اللیل کیا تو انہوں نے سورہ والضحی پر تکبیر کہی۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے امام ابن جریج رحمہ اللہ نے تکبیر کا حکم دیا ہے، چنانچہ ہم نے امام ابن جریج رحمہ اللہ سے سوال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ واقعی میں نے ہی حکم دیا ہے۔''[النشر :۲/۴۲۵، سنن القراء:۲۲۱]

امام سخاوی رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ ابومحمد الحسن القرشی رحمہ اللہ کا قول ذکر فرمایا ہے کہ

''میں نے رمضان میں لوگوں کو مسجد حرام میں نماز تراویح پڑھائی۔ جب میں سورہ والضحی پر پہنچا تو میں نے سورہ والضحیٰ سے لے کر آخر قرآن تک تکبیر کہی۔ جب میں نے سلام پھیرا تو میرے پیچھے امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ تھے۔ انہوں نے بھی میرے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ وہ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ آپ نے بہت عمدہ کام اور سنت پر عمل کیا ہے۔[النشر :۲/۴۲۵،الاتحاف :۲/۶۴۷،سنن القراء:۲۲۳]

امام قنبل رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''مجھے ابن المقرئ رحمہ اللہ نے خبر دی، انہوں نے ابن الشہید الحجبی رحمہ اللہ کو سنا کہ وہ رمضان المبارک میں مقام ابراہیم کے پیچھے نماز کے اندر تکبیر کہتے تھے۔''[النشر :۲/۴۲۶،سنن القراء:۲۲۱]

امام اہوازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تکبیر اہل مکہ کے تعامل میں سنت ماثورہ کے طور پر جاری رہی ہے، جسے وہ اپنے دروس اور نمازوں میں پڑھتے تھے۔''[النشر :۲/۴۱۰]

حافظ ابوعمرو دانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام ابن کثیر رحمہ اللہ (القواس رحمہ اللہ اور بزی رحمہ اللہ کے طریق کی رو سے) نماز میں سورہ والضحیٰ سے لے کر آخر تک تکبیر پڑھا کرتے تھے۔''[النشر :۲/۴۱۱]

حافظ ابن جزری رحمہ اللہ النشر میں ایک لمبی گفتگو کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''نماز میں تکبیر فقہائے اہل مکہ اور دیگر علماء سے ثابت ہو چکی ہے، خصوصاً امام شافعی رحمہ اللہ، سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ، ابن جریج رحمہ اللہ اور ابن کثیر رحمہ اللہ وغیرہ کا عمل ہمارے لئے ثبوت کے طور پر کافی ہے۔''

[النشر :۲/۴۲۶]

امام ابن جزری رحمہ اللہ اپنے مذکورہ کلام کے بعد فرماتے ہیں:

''میں نے بہت سارے شیوخ کو دیکھا کہ وہ تکبیر کو نماز میں پڑھتے تھے اور رمضان کی راتوں میں نماز تراویح پڑھانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کو اس کا حکم دیتے تھے۔'' [النشر:۲/ ۴۲۷]

موصوف رحمہ اللہ مزید رقم طراز ہیں:

''جب اللہ کے فضل خاص سے مجھے مکہ کے پڑوس میں رہنے کا موقع ملا تو میں نے دیکھا کہ جس نے بھی مسجد الحرام میں نماز تراویح پڑھائی وہ سورہ والضحی سے لے کر آخر تک تکبیر کہتا، لہٰذا میں نے سمجھ لیا کہ یہ سنت اہل مکہ کے تعامل میں تا حال جاری ہے۔'' [النشر:۲/ ۴۲۸]

امام جزری رحمہ اللہ اس سلسلہ میں فقہی مذاہب پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''امام شاطبی رحمہ اللہ سے تکبیر ثابت ہوجانے کے باوجود اکثر شوافع کی کتب میں تکبیر کے بارے کوئی نص نہیں ملتی۔ شوافع میں سے اس کو تفصیلاً نقل کرنے والے امام ابوالحسن سخاوی رحمہ اللہ، امام ابواسحاق الجعبری رحمہ اللہ ہیں۔ علامہ ابوشامہ رحمہ اللہ، جو اکابر اصحاب شوافع میں سے تھے اور مرتبہ اجتہاد پر فائز تھے، نے بھی اس باب میں مفصلا بحث کی ہے۔ اسی طرح ہمیں شیخ الشافعیہ امام ابو الثناء محمود بن محمد بن جملہ رحمہ اللہ سے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ تکبیر پڑھنے کا فتویٰ دیتے تھے اور کبھی کبھار تراویح میں اس پر عمل بھی کرتے تھے۔'' [النشر:۲/ ۴۲۷]

حافظ ابن جزری رحمہ اللہ اس سلسلہ میں ایک واقعہ ذکر فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ ایک بچے نے نماز تراویح میں اختتام قرآن کے موقع پر معمول کے مطابق تکبیر کہہ دی، جس پر بعض شوافع نے اعتراض کر دیا کہ یہ درست نہیں ہے، چنانچہ امام زین الدین عمر بن مسلم القرشی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ایسا کرنا درست ہے اور یہ امام شافعی رحمہ اللہ سے ثابت ہے، جس کو امام سخاوی رحمہ اللہ اور علامہ ابوشامہ رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد میں نے شیخ الاسلام ابوالفضل عبدالرحمن بن احمد الرازی الشافعی رحمہ اللہ کی کتاب الوسیط میں دیکھا کہ اس میں نماز کے اندر تکبیر پڑھنے کی نص موجود ہے۔'' [النشر:۲/ ۴۲۷]

الاتحاف میں مذکور ہے:

''میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ خاتمۃ المجتہدین امام محمد البکری رحمہ اللہ صاحب الکنز سے اس کے بعض جلیل القدر اصحاب نے نقل کیا ہے، جس کا خلاصہ ہے کہ نماز کے اندر سورہ والضحی سے لے کر آخر قرآن تک لا إله إلا الله والله أكبر ولله الحمد پڑھنا اسی طرح مستحب ہے جیسے خارج نماز میں مستحب ہے، جس کا مقصود اللہ کی حمد اور بڑائی بیان کرنا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے منہ میں خاک پھینکنا ہے۔'' [۲/ ۶۴۸]

اس کے بعد امام ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''باوجود تتبع اور تلاش کے میں اپنے اصحاب یعنی شافعیہ کی کتب میں (چند ایک مذکورہ مثالوں کے علاوہ) تکبیر کے بارے میں کچھ نہیں پاسکا اور یہی حالت حنفی اور مالکی فقہاء کی ہے۔ البتہ حنابلہ میں سے امام ابوعبداللہ محمد بن مفلح رحمہ اللہ نے اس موضوع پر اپنی کتاب الفروع میں بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کیا سورہ والضّحی سے لے کر آخر قرآن تک تکبیر کہی جائے گی؟ اس میں حنابلہ سے دو روایتیں مروی ہیں، البتہ حنابلہ کی عمومی رائے یہی ہے کہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے علاوہ کسی کی قراءت میں بھی تکبیر نہ پڑھی جائے، کیونکہ روایت کی رو سے مروی ہی ان سے ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ ابن کثیر کی قراءت میں تہلیل بھی پڑھی جائے گی۔''

[النشر:۲/ ۴۲۸]

فضیلۃ الشیخ عبدالفتاح السید عجمی المرصفی رحمہ اللہ محقق کی مذکورہ رائے پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حافظ ابن جزری رحمہ اللہ کے دعویٰ کہ میں شافعیہ کی کتب میں تکبیر کے بارے میں کچھ نہیں پاسکا، سے مراد دراصل مذکورہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند آئمہ شافعیہ یعنی سخاوی رحمہ اللہ ، جعبری رحمہ اللہ ، ابوشامہ رحمہ اللہ اور رازی رحمہ اللہ وغیرہ کے ماسویٰ دیگر شوافع کی کتب ہیں۔ گویا ان ائمہ کی کتب ہی میں صرف یہ بحث موجود ہے۔'' [هداية القاری:٦١٨]

امام ابن جزری رحمہ اللہ تکبیرات کے ثبوت کے حوالے سے مفصل بحث کے اختتام پر منکرین تکبیر کے بارے میں تاسف کا اظہار کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

''افسوس تو ان لوگوں پر ہے جو نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام، تابعین عظام سے اس تمام بحث اور ثبوت کے باوجود بھی تکبیر کے منکر ہیں۔'' [النشر:٢/٤٢٨]

امام ابن جزری رحمہ اللہ کی مذکورہ گفتگو سے چند اہم مسائل سامنے آتے ہیں:

① تکبیر سنت ماثورہ ہے، جو نماز اور خارج نماز دونوں حالتوں میں عام ہے اور اہل مکہ وفقہائے اَمصار سے اس پر نمازِ تراویح اور قیام اللیل وغیرہ میں عمل ثابت ہے۔

② فقہی مذاہب میں سے شوافع کے نزدیک تکبیر کو نماز میں پڑھا جاسکتا ہے، جبکہ حنفیہ اور مالکیہ سے اس بارے میں کوئی نص ثابت ہی نہیں۔ حنابلہ سے اس بارے میں تکبیر و عدم تکبیر دونوں روایات منقول ہیں، لیکن ان کے نزدیک سیدنا ابن کثیر رحمہ اللہ کے علاوہ کسی قاری کے لئے تکبیر کہنا غیر مستحب ہے۔ بعض لوگ امام ابن کثیر رحمہ اللہ کے لئے تکبیر کے ساتھ تہلیل کے جواز کے بھی قائل ہیں۔

③ نبی مکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے تکبیر کے ثابت ہو جانے کے بعد انکار کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ [هداية القاری:٦١٨]

علامہ احمد البناء الدمیاطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نماز کے اندر تکبیر کا پڑھنا مستحب ہے، خواہ اختتامِ قرآن کا موقع ہو یا نماز کے اندر آخری سورتوں میں سے کسی ایک سورہ کو پڑھا گیا ہو، مثلاً سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کو دو رکعتوں میں پڑھا جائے تو تکبیر کہی جائے اور اس کی دلیل وجہ واضح ہے۔ [الاتحاف:٢/٦٤٨]

علامہ احمد البناء الدمیاطی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''جن سے نماز میں تکبیر ثابت ہے، ان میں سے بعض کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب وہ سورۃ الفاتحہ کی قراءت کر لیتے تو پہلے اللہ اکبر کہتے، پھر بسم اللہ پڑھتے اور اس کے بعد اور سورہ کو شروع کرتے۔ اس کے بالمقابل دیگر بعض کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ ہر سورہ کے آخر میں تکبیر کہتے، اس کے بعد رکوع کے لئے جھکتے اور رکوع کی تکبیر کہتے، حتیٰ کہ سورۃ الناس ختم کر دیتے اور جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو سورہ فاتحہ پڑھتے اور کچھ سورۃ البقرہ کے شروع سے۔ المختصر بعض ابتدائے سورہ میں تکبیر پڑھتے اور بعض انتہائے سورہ کے لحاظ سے تکبیر کہتے۔'' [الاتحاف:٢/٦٤٩]

امام جزری رحمہ اللہ النشر الکبیر میں فرماتے ہیں:

''ہمارے بعض شیوخ کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ نمازِ تراویح پڑھاتے پڑھاتے جب سورہ والضحیٰ پر پہنچتے تو رُک جاتے، پھر سورہ والضحی سے لے کر آخر تک ایک ہی رکعت میں قیام کرتے اور ہر سورۃ کے آخر میں تکبیر کہتے۔ جب سورۃ الناس ختم ہو جاتی تو اس کے آخر میں تکبیر کہتے اور اس کے بعد رکوع کے لئے علیحدہ تکبیر کہتے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد کچھ سورۃ البقرہ پڑھتے تھے۔ بقول ابن جزری رحمہ اللہ میں نے بھی کئی مرتبہ ایسے کیا، جب میں دمشق اور مصر وغیرہ میں امامت کرواتا تھا۔ جو تراویح میں تکبیر کہتے تھے، وہ ہر سورہ کے آخر میں پہلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ اکبر کہتے، اس کے بعد رکوع کے لئے علیحدہ تکبیر کہتے تھے۔ اور ان میں سے بعض جب سورۃ الفاتحہ پڑھ لیتے اور نئی سورہ کا ارادہ ہوتا تو تکبیر کہہ کر بسم اللہ پڑھنے کے بعد سورہ کی ابتداء کرتے۔ [النشر: ۲/۴۲۷]

نوٹ: نماز میں تکبیر کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ سری ہوگی یا جہری؟ یا تکبیر نماز کے سری و جہری ہونے کے تابع ہے؟ اس بارے میں کئی اقوال ہیں۔ [هداية القاری: ۶۱۹]

امام محمد البکری رحمہ اللہ صاحب الکنز فرماتے ہیں:

''یہ زیادہ لائق ہے کہ تکبیر کو مطلقاً سری پڑھا جائے اور رکوع سے پہلے کا سکتہ تکبیر کے بعد ہو۔''

[الاتحاف: ۲/۶۴۸]

اس مذہب کو فضیلة الشیخ علامہ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے، فرماتے ہیں:

''احسن بات یہی ہے کہ تکبیر نماز میں سری ہو، خواہ نماز جہری ہو یا سری۔'' [البدور الزاهرة: ۳۵۱]

امام بکری رحمہ اللہ کی رائے کے خلاف علامہ ابن العماد رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ بین السورتین تکبیر کو جہراً پڑھا جائے۔ وہ تکبیر کے جہری یا سری ہونے کو نماز وغیرہ کے ساتھ مقید نہیں کرتے۔ اسی طرح امام ابن حجر الهیثمی رحمہ اللہ نے بھی شرح الکتاب میں البدر زرکشی رحمہ اللہ سے ایسے ہی نقل کیا ہے اور اس پر زور دیا ہے کہ یہی صحیح ہے۔

[الاتحاف: ۲/۶۴۸]

ہمارے شیخ المشائخ علامہ المرصفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میرے نزدیک تکبیر کا نماز کے تابع ہونا زیادہ راجح ہے، چنانچہ جہری نماز میں جہری تکبیر اور سری میں سری تکبیر پڑھنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم'' [هداية القاری: ۶۱۹]

فائدہ: خراسان کے امام القراء ابوالحسن علی بن احمد نیشا پوری رحمہ اللہ اپنی کتاب الارشاد فی القراءت الاربع عشرة میں فرماتے ہیں کہ نماز میں تکبیر کہنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ سیدنا ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کی قراءت میں صرف تکبیر کے بجائے تکبیر مع تہلیل کہے، تاکہ تکبیر رکوع کی تکبیر سے ملتبس نہ ہو جائے۔

[النشر: ۲/۴۲۶]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ